

ما رَشَانَےِ لِلَّا بُثْرٍ○

بے شک آپ کا شمن ہی جڑکنا ہے

عبدالغفار عزیز

فرانسیسی رسالہ ہو یا کوئی اور بد نصیب، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے لیے اللہ کا فیصلہ ازلی وابدی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: وَلَقَبِ اَنْشَهَنْدَلْ بُوْشِلْ مَوْ قَبِلَتِ فَأَمْلَيْتِ لِلْمَنِيْرِ كَفَرُوْمَا تُمَّ أَنْمَتْهُمْ قَقَّ فَكَيْفَ مَكَارِ عَقَابِ ○ (الرعد: ۳۲: ۱۳) ”تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اٹا یا جا چکا ہے، مگر میں نے ہمیشہ منکرین کو ڈھیل دی اور آخر کار ان کو پکڑ لیا، پھر دیکھ لو کہ میری سزا کیسی سخت تھی، گویا اگر یہ لوگ تائب نہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنے والوں کے لیے عذاب و عتاب اب بھی تھیں ہے، میں ذرا سی مہلت ملی ہے جسے وہ اپنی جیت اور غلبہ سے بھر رہے ہیں۔

چارلی ایڈون نے پہلی بار نہیں مسلسل گستاخیاں کی ہیں۔ ڈھنائی کا عالم یہ ہے کہ چار کار ٹونٹ اور آٹھ دیگر افراد کے مارے جانے کے باوجود بھی اپنارو یہ بد لئے پر تیار نہیں۔ اصرار و تکرار سے دوبارہ خاک کے بنائے اور اعلان کیا ہے کہ وہ یہ گستاخیاں مسلسل جاری رکھے گا۔ ۷ جنوری ۲۰۱۵ء کو رسالے کے دفتر پر حملے سے پہلے فرانس میں مقیم متعدد مسلمان تنظیموں نے فرانسیسی عدالت کے دروازے کھکھلائے کہ رسالے کو اس جسارت سے روکا جائے جس سے ڈیڑھ ارب سے زائد انسانوں کی روح زخی ہوتی ہے۔ عدالت نے یہ اپیل مسترد کرتے ہوئے، کامل رعونت سے جواب دیا: ”هم آزادی اظہار راء پر قدغن نہیں لگاسکتے، اخبارات آزاد ہیں، جو چاہیں شائع کریں“۔ نام نہاد ترقی یافتہ معاشرے کے دہرے معیار ملاحظہ کجھی۔ اسی رسالے نے سابق

فرانسیسی صدر چارلس ڈی گال (۱۸۹۰ء-۱۹۷۰ء) کے انقال کے بعد اس کا مذاق اڑایا تھا۔ تب اس کا نام 'ہارا کیئری' ہوا کرتا تھا۔ آزادی اظہار رائے کا دعوے دار پورا ملک اور حکومت اس پر چڑھ دوڑی اور اس پر پابندی لگادی گئی جس نے ایک 'قوی ہیر' ڈیگال کی شان میں گستاخی کی تھی۔ ۱۹۷۰ء میں اس رسالے نے دوبارہ اور نئے نام سے کام شروع کیا۔ پھر ہر کسی کا استہرا اڑانے لگا۔ لیکن اپنی حرکتوں کے باعث ۱۹۸۱ء میں پھر بند ہو گیا اور ۱۹۹۲ء میں اپنے حالیہ نام سے جاری ہوا۔ پھر ایک بار سابق فرانسیسی صدر نیکولا سرکوزی کے بیٹے کا مذاق اڑاتے ہوئے اس کے یہودی ہونے کا بھی ذکر کر دیا۔ آزادی اظہار رائے کی جگالی کرنے والوں نے اسے یہودیت کے خلاف نسلی تعصُّب قرار دیتے ہوئے اس بار بھی اسے متعلقہ صحافی کو نکال باہر کرنے پر مجبور کر دیا۔

معاملہ صرف ایک اخبار، رسالے یا چند توہین آمیز خاکوں کا نہیں، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک عالم گیر مہم کا ہے۔ صدر بش کے اس بیان کہ: "هم ایک صلیبی جگ شروع کرنے جا رہے ہیں" کے بارے میں یہ کہا گیا تھا کہ نادانستگی میں کہے گئے الفاظ (Slip of Tongue) تھے، لیکن پیرس کے واقعے کے بعد رسالے اور اس کے مقتولین کے خلاف جو مظاہر ہوا اس میں بہت سے شرکا صلیبی جنگوں کے دوران استعمال کیا گیا، صلیبی سپاہیوں کا لباس پہن کر شریک ہوئے۔ اس کے بعد بھی کئی ملکوں میں کئی تنظیموں اور کئی اخباروں کے ذریعے وہی صلیبی جنگوں کے بغل بجاے جا رہے ہیں۔ اس ضمن میں صہیونی اخبارات پیش پیش ہیں۔

ہالینڈ کی ایک سیاسی جماعت کا سربراہ گیر اتحہ فلڈر ز جو خود بھی متعدد گستاخانہ کارروائیوں کا ارتکاب کر چکا ہے، گویا ہوا کہ "ہم طویل عرصے سے اسلام کے ساتھ جنگ لڑ رہے ہیں"۔ اسی طرح کے بیانات فرانس کے شدت پسند سیاسی رہنماؤں نے دیے۔ جن پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک فرانسیسی دانش ور بوب ڈی روز لکھتا ہے کہ: "طرفین (مسلمان اور مغرب) ایک ایسی جنگ میں کوئی تیاریاں کر رہے ہیں، کہ جس میں تشدد کا کسی بھی حد تک چلے جانا بعید نہیں، اور میرے خیال میں طرفین کو اس ساری قیامت سے خسارے اور نقصان کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا"۔

صہیونی اخبارات اس جاتی پر تیل ڈالنے میں سرفہrst ہیں۔ حکومتی اخبار اسرائیل ٹوڈے

میں ڈاں مرگلیت لکھتا ہے: ”یورپ میں روزافروں اسلامی دہشت گردی کے حقیقی خطرے سے وہاں کی حکومت اور ذرائع ابلاغ غافل ہیں۔ سیاسی اسلام اور دور جدید کے نازی پوری دنیا پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ پوری دنیا کو اپنا غلام بنانا اور انسانوں کی آزادی و عزت کو قدموں تلے روند دینا چاہتے ہیں۔ شدت پسند اسلام، مغربی تہذیب، جمہوریت، میسیحیت اور یہودیت سے تصادم چاہتا ہے۔“

اسرائیلی روزنامہ هارتنز لکھتا ہے: ”پیرس حملہ انتہائی اسٹرے ٹیک کارروائی ہے جس کا ہدف صرف فرانس نہیں، ساری کی آزاد دنیا ہے۔ دنیا کے تمام جمہوری اور صحافتی اداروں کو اس کارروائی سے متاثر ہوئے بغیر، پوری جرأت و عزم کے ساتھ آزادی صحافت اور آزادی اظہار کے خلاف اس غلیظ کارروائی کے خلاف ھٹرا ہونا ہوگا۔“

ایک اور صہیونی نامہ ڈینا اسرائیل ٹوڈے میں لکھتا ہے: ”اسلام جب سے آیا ہے، ساری دنیا کے ساتھ حالت جنگ میں ہے۔ اب یورپ میں مسلمانوں کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے، یہ لوگ اپنے بچوں کو عیسائی اور یہودی شمنی سکھاتے ہیں۔ بالخصوص جمعے کے روز یہ اپنے عقیدہ و ایمان کی آبیاری کرتے ہوئے، اپنے لوگوں کو غیر مسلموں کے خلاف اکساتے ہیں، لیکن مغربی ممالک ان کا کوئی علاج کرنے کے بجائے، حقوق انسانی اور جمہوریت جیسے اصولوں پر مصروف ہیں۔“

صہیونی روزنامہ معاریف میں افشاٹی عبری یورپ کو مسلمانوں کے خلاف فیصلہ کن حملہ کرنے پر اکساتے ہوئے لکھتا ہے: ”دہشت گردی کی ان کارروائیوں کے پیچھے اصل ہاتھ اسلام کا ہے... اس خطرے کا ایک ہی اصل حل ہے اور وہ یہ کہ یورپ میں مقیم مسلمانوں کو ان پر وہی افواج کا ہراول دستہ سمجھا جائے جو یورپ پر قبضہ کرنا چاہتی ہیں۔“ مزید ارشاد ہوتا ہے: ”یورپ ابھی تک عالمی جنگوں کے صدمے سے نہیں نکل پایا، اور وہ جنگوں کو ایک انتہائی خوف ناک مصیبت سمجھتا ہے، لیکن اگر اس نے آج جنگوں کی ناگزیریت کو نہ سمجھا تو اسے جلد اس سے بھی زیادہ خوف ناک حقائق کا سامنا کرنا پڑے گا، اور وہ ہے اس جنگ میں ہریمت۔“

ان چند مثالوں سے اس اصل خطرناک نفرت آمیز اور تباہ کن ذہنیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، جو ان تو ہیں آمیز خاکوں کے پیچھے کار فرماء ہے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ کسی برائے نام مسلمان کے لیے بھی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کیا حیثیت رکھتی ہے۔ وہ شاید سب کچھ

برداشت کر لے، لیکن اپنے نبی محترمؐ کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتا۔ دنیا کو یہ حقیقت بھی بخوبی معلوم ہے کہ جب تک مسلمانوں کے ہاتھ میں قرآن کریم اور دلوں میں حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم باقی ہے، انھیں تباہی اور فنا کے گھٹ نہیں اتنا راجا سکتا۔ یہی وہ آخری حصار ہے جس میں آ کر امت مسلمہ اپنے ہر اندر وہی دشمن کو شکست دے سکتی ہے۔ اس لیے اب انھوں نے اس آخری حصار پر پے در پے چھلوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ سلمان رشدی یا تسلیمہ نسرین جیسے بدنصیب و ملعون ہوں، یا ڈنمارک کے اخبارات میں خاکے شائع کرنے والے، امریکی پادری ٹیری جوزز کی طرف سے قرآن کریم جلانے کے اعلانات ہوں یا قرآن کریم کو (نوعہ باللہ) فتنہ قرار دیتے ہوئے فلمیں تیار کرنے کی مکروہ حرکتیں، سب اسی ناپاک سلسلے کی غلیظ کڑیاں ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ خود نام نہاد مسلمانوں کے ذریعے بھی آئے دن مختلف درختیاں چھوڑی جاتی ہیں، تاکہ ان کے ذریعے خود مسلمانوں کے دلوں میں اسلام اور اسلامی تعلیمات کا لقص ختم ہوتا چلا جائے۔ کبھی مساوات مردوزن کے نام پر، کم لباس خواتین کو مردوں کی صفوں میں اور ان کے شانہ بشانہ کھڑا کر کے، کسی بدنام زمانہ خاتون سے نماز کی امامت کروائی جاتی ہے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ کی آڑ میں، مخصوص خانہ ساز خبروں کی گردان کی جاتی ہے، مثلاً یہ کہ ”دہشت گرد بے گناہوں کو قتل کر کے جنت میں جانا چاہتے تھے“ اور پھر جنت اور قرآن کریم میں بیان کی گئی اس کی نعمتوں اور حوروں ہی کو اپنے زہر یہ طفرو مراح کا محور بنادیا جاتا ہے۔

یہ اور ایسی دیگر حقیر حرکتیں کوئی نئی بات نہیں۔ رسول مظہم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان بعضت ہی سے ان کا آغاز ہو گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ایسے آوازے کے اور دشام بازی کی گئی کہ اخلاق و تہذیب کی تمام حدیں مسماں ہو گئیں۔ آپ کے اہل خانہ اور ازواج مطہراتؓ کو بھی سب و شتم اور قدف و اتهام کا نشانہ بنایا گیا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام آزمائشوں اور تکفیروں کے باوجودہ، اپنے اصل مشن اور نصب العین کو ایک لمحے کے لیے بھی نگاہوں سے اوچھل نہ ہونے دیا۔ خود پر وردگار عالم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل جوئی فرماتے ہوئے اطلاع دی کہ آپ کے پیغمبر برحق ہونے کی ایک نشانی، مخالفین و اعداء کا آپ سے باہر ہو جانا بھی ہے۔ آپ سے پہلے بھی جوانیا میوثر کیے گئے، انھیں بھی ان تمام تکالیف کا سامنا کرنا پڑا:

وَلَقَبِ اسْتَهْزِئَةً لِّرُشْلِ مَوْقِبِيَّةَ فَدَاوَ بِالْجَنِيَّةِ سَنِّهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ (الانعام: ۶۰) ”اے نبی، تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا جاپتا ہے، مگر ان مذاق اڑانے والوں پر آخر کار وہی حقیقت مسلط ہو کر رہی جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔“ وَمَا يَأْتِيهِمْ مَوَسُولٌ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ (الحجر: ۱۵) ”کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ان کے پاس کوئی رسول آیا ہوا و انہوں نے اُس کا مذاق نہ اڑایا ہو۔“ يَسْرُرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مَوَسُولٌ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ (یس: ۳۶) ”افسوس بندوں کے حال پر، جو رسول بھی ان کے پاس آیا، اس کا وہ مذاق ہی اڑاتے رہے۔“ وَمَا يَأْتِيهِمْ مَوَسِيدًا إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ (الزخرف: ۷۳) ”کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی نبی ان کے ہاں آیا ہو، اور انہوں نے اس کا مذاق نہ اڑایا ہو۔“

تب سوال یہ بتا تھا اور آج بھی بتا ہے کہ ان تمام استہزا یہ جس اتوں کا سامنا کیسے کیا جائے؟ اس کا جواب بھی رب کائنات ہی کی طرف سے عطا ہوتا ہے: فَاصْبِرْ عَلَى مَا يُقْوِلُونَ وَسَبِّهُ بِمَهْمَدِ رَبِّيَ قَبْلَ طَلُوعِ الشَّفَسِ وَقَبْلَ غُرُوبِ هَهَا وَمَدْأَنَأَنَّا بِالْأَبْلَى فَسِينَ وَمَاطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّتْ نَهَارًا (طہ: ۲۰-۳۰) ”پس اے نبی، جو با تین یہ لوگ بناتے ہیں ان پر صبر کرو، اور اپنے رب کی حمد و شنا کے ساتھ اُس کی تسبیح کرو، سورج نکلنے سے پہلے اور غزو و ب ہونے سے پہلے، اور رات کے اوقات میں بھی تسبیح کرو اور دن کے کناروں پر بھی، شاید کہ تم راضی ہو جاؤ۔“ دشمن کی زبان سے ملنے والی ایڈار سنیوں کے جواب میں صبر اور تسبیح و تجدید کی بالکل بھی تعلیم سورہ قمر کی آیت ۳۹ میں بھی دی گئی۔ ایک موقع پر یہ بھی ارشاد ہوا کہ اے میرے عجیب آپ اپنے کام میں لگے رہیے، ان مذاق اڑانے والوں کے مقابلے میں ہم ہی آپ کے لیے کافی ہیں۔ فَاصْبِرْ بِمَا تُؤْمِنُ وَلَا غُرْضٌ مَوْلِيْلُكِيْنَ ○ إِنَّا كَفِيلُهُ لِلْمُسْتَهْزِئِينَ ○ (الحجر: ۹۲-۹۵) ”پس اے نبی، جس چیز کا تحسین حکم دیا جا رہا ہے اُسے ہانکے پکارے کہہ دو اور شرک کرنے والوں کی ذرا پرواہ کرو۔ تمہاری طرف سے ہم ان مذاق اڑانے والوں کی خبر لینے کے لیے کافی ہیں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ کرام اس دشمن و مذاق پر دل گرفتہ ہوئے تو مزید ارشاد ہوا: وَلَقَبِ اَغْلَمَ آنَّهُ يَسْبِيْعُكُفْرَهُ بِمَا يُقْوِلُونَ ○ فَسِينَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (الحجر: ۹۷-۹۸) ”ہمیں معلوم ہے کہ جو باتیں یہ لوگ تم پر بناتے ہیں اُن سے تمھارے دل کو سخت کوفت ہوتی ہے۔ (اُس کا علاج یہ ہے) کہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح کرو، اور اُس کی جناب میں سجدہ بجالاؤ۔“

آپ کے صاحب زادے ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہوا، تو کم ظرف دشمن نے جڑیں کٹ جانے کا طعنہ دیا۔ رب ذوالجلال نے قیامت تک کے لیے فیصلہ کر دیا کہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (الکوثر: ۳: ۱۰۸) ”آپ کا مذاق اڑانے والا ہی جڑ کٹا ہے۔“ آپ کے مخالفین اور دشمنان دین نبی کا مأمور ہونا اس قدر حصی اور یقینی تھا کہ اہل ایمان سے پہلے خود دشمنوں کے دلوں نے اس کی گواہی دی۔ آپ کی شان میں گستاخیاں کرنے والے کتنے ہی نامور سلاطین اور عالمی نظام ایسے طلوع ہوئے کہ ایک دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیے رکھا، لیکن پھر یوں غروب ہوئے کہ اپنے گھروں کی دلیزوں کے لیے بھی اجنبی ہو گئے۔ آج بھی سلمان رشدی جیسے بدتفہب، گستاخی رسولؐ کے صلے میں خواہ درجنوں مغربی ایوارڈ اپنی لکھنیوں پر سجائے پھریں، ان کا جڑ کٹا اور ناپید ہونا، خود ان کے اپنے وجود سے زیادہ یقینی ہے۔

اس سوال پر غور کرنے سے پہلے کہ نبی مہربان کی شان میں ہونے والی گستاخیوں کے جواب میں، آج مسلمانوں کی حکمت عملی کیا ہو؟ آئیے ایک کوشش ان کے اہباجانے کی کرتے ہیں۔

اس شر و فساد کی سب سے بڑی وجہ تو یقیناً شیطان اور اس کے چیلوں کی دین اسلام سے نفرت و عداوت ہے، جو مختلف ادوار میں مختلف صورتوں میں سامنے آتی رہتی ہے۔ ایک اسرائیلی اخبار میں شائع شدہ سابق الذکر یہ جملہ اسی اذلی عداوت کی کہانی بیان کر رہا ہے کہ ”اسلام جب سے آیا ہے ساری دنیا سے برس پکارے۔“ اسلام اور اس کی تعلیمات سے یہ شیطانی دشمنی اب اس لیے عروج پر ہے کہ عیسائیت خود یورپ میں سکڑتی جا رہی ہے۔ ہزاروں چرچ بے آباد ہو کر فروخت ہو چکے ہیں۔ مذہب سے مغرب کا تعلق برائے نام ہوتا چلا جا رہا ہے۔ مذہب کو چند رسم تک محدود کر دینے سے پورے مغربی معاشرے کی تاریخ پوکھر چکی ہے۔ کئی ممالک باقاعدہ قانون سازی کے ذریعے شادی کے بندھن اور خاندانی نظام کی بجائے، مردوں سے اور عورتوں کی عورتوں سے شادی کو تحفظ دے رہے ہیں۔ قومِ لوٹ پر جب عذاب کا فیصلہ ہو گیا تو رب ذوالجلال

نے ان کی فرد جرم سناتے ہوئے فرمایا تھا: وَتَأْتُوْرَ فِدَنَابِيْكُمُ الْفُنْكُمْ (العنکبوت: ۲۹) ”اب تو تم کھلمن کھلا مجلس میں اس فعل مکروہ کا ارتکاب کرنے لگے ہو۔ آج مغرب میں بھی بڑے بڑے عہدوں پر بر اجمان انسان نما مخلوق، مجلس میں اس فعل شنیع پر خرومباهات کرتی ہے۔ اب تقریباً ہر دستاویز میں باپ، شوہر یا بیگم کا نام پوچھنے کے بجائے، ماں اور ساتھی (partner) کا نام پوچھا جاتا ہے۔ اس لیے کہ معاشرے کی ایک بڑی تعداد (بعض ممالک میں ۶۳ فی صد) کو اپنے باپ کا نام یا تو معلوم نہیں، یا اس سے کسی طرح کا کوئی تعلق باقی نہیں۔ یورپی شماریات کے ادارے یوروستیٹ (Eurostat) کے مطابق فرانس میں شادی کے بغیر پیدا ہونے والے بچوں کا تناسب ۵۲ فی صد اور برطانیہ میں تناسب ۴۵ فی صد ہے۔ اس پر کسی بھی طرح کی شرمندگی تو کجا، اس مادر پر آزادی پر خرکیا جاتا ہے اور اسی کے تحفظ کی بات کی جاتی ہے۔

دوسری جانب اسی تغفیل زدہ تہذیب میں رہنے کے باوجود مسلمانوں کی اپنے دین سے واپسی میں نہ صرف مضبوطی اور چنگی آرہی ہے، بلکہ ان کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ رب کی قدرت اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کی حقانیت ملاحظہ کیجیے کہ جب سے بعض شیطانی ذہنوں نے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں شروع کی ہیں، یورپ میں آپ کی سیرت کے مطابق اور قبول اسلام کے تناسب میں حیرت انگیز اضافہ ہوا ہے۔

نائیں المیون کے بعد یورپ میں اسلامی مرکز کی تعداد تقریباً ۱۰ گزشہ ابرس میں فرانس میں ۱۰ کی تھوڑک چرچوں کا اضافہ ہوا، جب کہ اسی عرصے میں ۲۰ چرچوں کوتالے لگ گئے۔ دوسری جانب اس عرصے میں صرف فرانس میں مساجد کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ اندازہ لگایا جا رہا ہے کہ اسلامی مرکز کی موجودہ تعداد آئندہ ۱۰ برس میں ڈگنی ہو جائے گی۔ فرانس کے بڑے بڑے مشاہیر، کھلاڑی اور فنکار دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ مغرب میں بننے والے مسلمان اب اپنے آپ کو زیادہ منظم کرتے ہوئے، اپنے سیاسی نفوذ کو بھی زیادہ مؤثر و مفید بنارہے ہیں۔ فرانس میں ایک سروے ہوا تو ۳۶ فی صد فرانسیسی عوام نے اسلام کو ایک معتدل اور دوسروں سے درگزر کرنے والا دین قرار دیا۔ اس وقت فرانس میں مسلمانوں کا تناسب ۸ فی ۱۰۰ فی صد ہے جو ان کے نزدیک بہت خوفناک تعداد ہے لیکن اس سے بھی خوفناک امر یہ ہے کہ ان

کے اندازوں کے مطابق ۲۰۲۵ء یعنی آج سے ۱۰ اسال بعد یہ تناسب ملکی آبادی کا ۲۵ فیصد ہو جائے گا۔ اس پورے پس منظر میں اسلام کا روشن چہرہ منخ کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنے کا سلسہ تیز تر کیا جا رہا ہے۔

یہ بات بعد از قیاس ہے کہ ان مکروہ سرگرمیاں کرنے والوں کو یہ معلوم نہ ہو کہ قرآن اور صاحب قرآن کی شان میں گستاخیاں، صرف یورپ میں مقیم چند لاکھ نفوس کا مسئلہ نہیں، دنیا بھر میں پھیلے ہوئے پونے دو ارب کے قریب مسلمانوں کا مسئلہ ہے۔ ان سفیہانہ اقدامات سے پوری امت کی روح مجرور اور دل زخمی ہوتے ہیں۔ امریکا میں بننے والی ایک اخلاق باختی تو ہیں آمیز فلم کے نتیجے میں، اگر لیبیا میں امریکی سفیر مظاہرین کے غم و غصے کا شکار بتتا ہے، فرانس میں اڑائے جانے والے ناقابل بیان خاکوں پر چھیننا تک میں لاکھوں انسان سڑکوں پر سراپا احتجاج بن جاتے ہیں، تو چاہیے تو یہ تھا کہ انسان دوستی کے دعوے دار اہل مغرب ان ناپاک ہاتھوں کو روکتے جو بار بار ان جرائم کے مرتكب ہوتے ہیں۔ لیکن ترقی، تہذیب، قانون کی عمل داری اور انسانی حقوق کے نام نہاد علم بردار نہ صرف چپ سادھے بیٹھے ہیں، بلکہ مجرموں کی پشتیبانی کر رہے ہیں۔ وہی مغرب جو خود کو پرندوں اور حیوانات سے محبت کرنے والا ثابت کرتے نہیں تھکتا، جہاں یہودیوں کے اس دعوے، کہ ہولوکاست میں ان کے لاکھوں افراد جلا دیے گئے کے بارے میں کسی شک کا اظہار کرنا بھی نسلی تھسب قرار پاتا ہے، جہاں باقاعدہ قوانین بنادیے گئے ہیں کہ ہولوکاست کے بارے میں یہودیوں کی روایت کردہ کہانی سے متصادم بات کرنے والے کو کڑی سزا دی جائے گی، اسی مغرب میں پونے دو ارب انسانوں کے ایمان پر آرے چلانا، عین آزادی قرار دیا جا رہا ہے۔

مغرب کے ان دھرے معیارات کے خلاف اب خود مغرب سے آوازیں اٹھنا شروع ہو گئی ہیں۔ اپنے پیش رو مسیکی پوپ کے برلنکس حالیہ پوپ فرانس نے بھی آزادی کے اس تصور کی لنگی کرتے ہوئے کہا ہے کہ: ”اگر کوئی میری ماں کو گالی دے گا تو اسے بھی میرے گھونسے کا منتظر رہنا چاہیے“۔ یہاں تو معاملہ کسی ماں کا نہیں، اس سراپا رحمت ہستی کا ہے، جس کے سامنے دنیا کی تمام ماں کی محبتیں یہیں ہیں۔ فن لینڈ کے وزیر خارجہ نے بھی آواز اٹھائی ہے کہ خواتین کے خلاف کوئی بات کرے تو اسے شوفیززم کہا جاتا ہے، سیاہ فاموں کے خلاف بات کی جائے تو نسلی تعصب کہا جاتا ہے

یہودیوں کے خلاف بات کی جائے تو سامت کی خلاف ورزی کہا جاتا ہے، تو آخر مسلمانوں کے نبی کے بارے میں بات کرنا ہی کیوں آزادی اظہار کہلاتا ہے؟

ترک اخبار زمان میں عثمانی خلیفہ سلطان عبدالحمید کے بارے میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ مضمون نگار نے عبدالعزیز میں فرانس، برطانیہ اور امریکا میں آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازیباڑ رامے پیش کرنے کی مختلف کوششوں کا احاطہ کیا ہے۔ سلطان عبدالحمید نے یہ ڈرامے پیش کیے جانے کی اطلاع ملتے ہی، ان تمام جسارتوں کو ناکام بنایا۔ اس مضمون میں کبھی تو فرانسیسی صدر نکولس ساری کارنٹ (۹۶۱-۱۸۳۲) کے نام مؤثر خط کام آیا، کبھی برطانوی وزیر خارجہ رابرٹ سالسبری (۱۸۹۵-۱۹۰۱) کے ساتھ ذاتی روابط کو استعمال کیا گیا، اور کبھی سلطان عبدالحمید نے برطانیہ بھادر کو دوڑوک انداز میں خط ارسال کرتے ہوئے کہا کہ ”اس گستاخی کو فوراً روکا جائے، وگرنے میں خلیفہ وقت کی حیثیت سے پوری امت مسلمہ کو تمہارے خلاف جہاد کا حکم جاری کروں گا“۔ افسوس کہ آج نہ تو عالم اسلام میں کسی ملک کو عثمانی خلافت کی قوت و سطوت حاصل ہے اور نہ کوئی حکمران نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر تذپب کر اٹھا اور ہر سفارتی، ذاتی اور حکومتی نفوذ استعمال میں لاتے ہوئے، اس فتنے کی سرکوبی کرنے کی کوشش کر کے سرخرو ہو سکا۔

اس پورے معاملے میں ایک اور بیبلو بھی انتہائی اہم ہے، اور یہ نکتہ بھی خود بعض مغربی ذمہ داران کی طرف سے اٹھایا گیا ہے۔ مختلف اخبارات میں، مختلف ذمہ داران اور باخبر ذرا رائج نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ فرانسیسی رسالے پر حملہ، غم و اندوہ کا شکار کسی مسلمان نے نہیں کیا، یہ امریکا اور اسرائیل کا مشترک منصوبہ تھا۔ برطانوی اخبار دی انڈی پینڈنٹ فرانس کی ایک سیاسی جماعت کے بانی Jean Marie Le Pen کے حوالے سے لکھتا ہے کہ: ”حملہ امریکی یا اسرائیلی ایجنٹوں کا کام تھا جس کا مقصد اسلام اور مغرب کے درمیان غانہ جنگی کروانا تھا“۔

روسی اخبار پراودا کو انٹرو یو دیتے ہوئے ان کا مزید کہنا تھا کہ: ”میرا نہیں خیال کہ فرانسیسی خفیہ ادارے بھی اس میں شریک تھے، لیکن انہوں نے بھی اس واقعے کو ہونے دیا“۔

صدر ریگن کے دور میں نائب وزیر خزانہ اور معروف امریکی اخبار وال سٹریٹ جرنل کے ڈپٹی ایڈیٹر ڈاکٹر پال کرتچ نے بھی اپنے ایک مضمون میں دعویٰ کیا ہے کہ یہ حملہ ایک جعلی جہندے

تلے آپریشن تھا، تاکہ فرانس کو امریکا کی مرضی کے مطابق پالیسی اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اس طرح کے دیگر بیانات و مضمایں میں دعویٰ کیا گیا ہے، کہ فرانس کئی بین الاقوامی مسائل میں امریکی پالیسیوں سے آزاد دکھائی دے رہا تھا، اس لیے اسے سزا دینے کے لیے یہ اقدام کیا گیا۔ اس ضمن میں سوال اٹھانے والوں نے کئی واقعی حقائق پر بھی حیرت کا اظہار کیا۔ مثلاً یہ کہ:

- کارٹونسٹ اس سے قبل رسالے کے دفتر آنے کے بجائے بذریعہ ای میل خاکے ارسال کیا کرتے تھے، اس روز باصرار ان چاروں کو ایک ہی وقت دفتر بلا یا اور اکٹھے بھایا گیا۔ آخر کیوں؟

- اخبار کا مرکزی دفتر ہمیشہ لاک رہتا ہے جسے صرف مخصوص کوڈ ڈائل کر کے ہی کھولا جاسکتا ہے۔ حملہ آوروں کو یہ کوڈ معلوم نہیں تھا، نہ ان چار کارٹونسٹوں کی آمد ہی کوئی معمول تھی کہ ان کی آمد کا وقت معلوم ہوتا۔ لیکن عین اس وقت جب وہ چاروں کمرے میں پہنچ گئے، مرکزی دفتر پر متعین ایک خاتون ریپشنست دروازہ کھول کر باہر چلی گئی، دروازہ کھلا رہنے دیا اور ازخود بند ہو جانے والا دروازہ حیرت انگیز طور پر کھلا ہی رہا۔

- دونوں حملہ آور سے بھائی کارروائی کرنے کے بعد کامل سکون سے فرار ہوئے، ان کے سامنے آنے والی پولیس کار نے بھی ان کی چند ہوائی گولیوں کے بعد انھیں کھلا راستہ دے دیا اور پھر بتایا گیا کہ وہ پیرس میں روپوش ہو گئے ہیں۔ ہر قدم پر کیمروں سے لیس پیرس میں، دن دہائی اس روپوش ہو جانے پر کسی نے اعتبار نہ کیا، تو اگلے روز ایک کارروائی میں دونوں کو قتل کر دیا گیا۔ سوال یہ ہے کہ جب وہ ایک عمارت میں محصور ہو گئے تھے، تو انھیں زندہ گرفتار کیوں نہ کیا جاسکتا کہ مزید حقائق سامنے آتے؟

- وہ پولیس افسر جو اس پورے واقعے کی تحقیقات پر مأمور تھا، اپنی ابتدائی تحقیقاتی رپورٹ تحریر کرنے سے بھی پہلے، رات کے پچھلے پھر حیرت انگیز طور پر اپنے دفتر میں مردہ پایا گیا۔ دعویٰ کیا گیا کہ اس نے خودشی کر لی ہے، یعنی واقعے کے تمام کردار، کارٹونسٹ، ان کے قاتل اور تحقیق کا سب میں سے کوئی بھی دنیا میں نہ رہا۔

یہ سوالات بخل اور حقیقی ہیں یا قطعی بے جواز و بے بنیاد، وقت ان سوالات کا جواب ضرور

دے گا، لیکن امت مسلمہ، بالخصوص غیر مسلم ممالک میں مقیم مسلمانوں کے لیے اصل سوال یہ ہے کہ وہ آپنہ ایسے واقعات سے نمٹنے کے لیے کیا حکمت عملی اختیار کریں۔ پونے دو ارب کے قریب مسلمان، جن میں سے ۵۳ ملین مسلمان صرف برا عظیم یورپ میں رہتے ہیں (بحوالہ دی انسٹی ٹیوٹ، جرمنی) ان گستاخیوں کا جواب کیا اور کیسے دیں؟

فرانس کے واقعے نے ایک بات تو یہ ثابت کر دی کہ کسی رسالے کو تباہ کر دینا یا گستاخوں کو قتل کر دینا نہ صرف موثر نہیں ثابت ہوا، بلکہ اس کے منفی نتائج سامنے آئے ہیں۔ جس رسالے کی اشاعت ۵۵ سے ۷۰ ہزار تھی، اس ناپاک جسارت کے بعد اس نے دوبارہ خاکے شائع کیے اور اس کی اشاعت ۳۰ لاکھ سے تجاوز کر گئی۔ اس نے سیکروں مزید خاکے شائع کرنے اور کئی زبانوں میں رسالہ نکالنے کا اعلان کر دیا۔ مغرب کے دہرے معیار کے باعث واقعے میں شریک دو افراد کو دین اسلام، قرآن حکیم، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور پوری امت مسلمہ کے خلاف دریدہ دہنی کا بہانہ بنالیا گیا۔ بلا تحقیق اور فوراً ہی واقعے کو دہشت گردی قرار دیتے ہوئے اس کے خلاف لاکھوں لوگ جمع کر لیے گئے۔ ۲۰ سے زائد سربراہان مملکت بھی پہنچ گئے، جن میں سرفہrst دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد اور ہزاروں معصوم فلسطینی بچوں کا قاتل صہیونی وزیر اعظم نتن یاہو تھا۔ وہ خود کو امن اور سلامتی کا ہیر و قرار دیتے ہوئے اور دوسرے عالمی رہنماؤں کو (حقیقتاً) کہنیاں مارتے ہوئے خود کو سب سے نمایاں کرتا رہا۔ لیکن ان لاکھوں مظاہرین میں سے تمام عالمی سربراہوں اور دنیا کے کسی شخص نے یہ بتانے کا تکلف نہیں کیا کہ جو ۱۲ افراد جملے میں مارے گئے، ان میں احمد مرابط نامی ایک پولیس ملازم اور مصطفیٰ اور ادام نامی رسالے کا ایک ملازم بھی شامل تھے۔ اگر دو حملہ آوروں کے باعث پورا دین اور پوری امت مطعون کی جاسکتی ہے، تو دو مسلمان مقتولین کی وجہ سے پوری امت کے ساتھ اظہار یک جھقی کیوں نہیں کیا جاسکتا۔ شاید اس لیے کہ ان دو مقتولین میں سے ایک کا نام احمد اور دوسرے کا نام مصطفیٰ ہے، یعنی یہ دونوں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے امنی اور عاشق تھے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ مغرب کے اس دہرے معیار کو بے نقاب کرتے ہوئے، خود مغرب میں مقیم انصاف پسند اکثریت کے دل و دماغ پر دستک دی جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی شان میں گستاخی کی سزا یقیناً موت ہے۔ الحمد للہ پاکستان کو تو بین رسالت کا قانون بنانے کا اعزاز حاصل ہے (اگرچہ اس پر عمل درآمد کا طریقہ کار، مزید شفاف اور مامون بنا کرنے کی ضرورت ہے) لیکن غیر مسلم ممالک میں رہتے ہوئے، ہمارے لیے کی دو رکاوہ اسوہ حسنہ انتہائی اہم ہے کہ جس میں فاڪھٰ نے بِمَا تَهْمَدُ وَلَمْ يَخُرُّ مِنِ الْفُشْرِ کی تعلیم دی گئی۔ تو بین آمیز خاکے دیکھ کر جس طرح ہر مسلمان کرب محسوس کرتا ہے، اگر وہ اس کرب کے نتیجے میں رسول اکرمؐ کی سیرت مطہرہ اور اسلام کا روشن اجل پڑھہ مؤثر انداز سے دنیا کے سامنے پیش کرنا شروع کر دے، اور سب سے پہلے خود اپنے آپ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا امتی اور حقیقی مطبع فرمان بنانے کی سعی کرے، تو ایسا کرنا یقیناً کسی بھی جلا وَ لَهْیَ اور مارو یا مر جاؤ سے زیادہ مؤثر ہو سکتا ہے۔

اگر امت مسلمہ مل کر فیصلہ کر لے کہ جو ممالک اور کمپنیاں بھی حبیب کریا کی شان میں گستاخی کی مرتكب ہوں گی، ان کی مصنوعات کا مؤثر بایکاٹ کرنا ہے، تو دھڑی کے بچاری مغربی سواداگر، خود ان خاکوں کا راستہ روکنے کے لیے میدان میں آئیں گے، جیسا کہ اس سے پہلے ناروے اور ڈنمارک میں کامیاب تحریک ہو چکا ہے۔

آج، جب کہ دنیا ایک بستی کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ کسی بھی خطے میں روپذیر واقعے کی حرارت پلک جھکنے میں پوری دنیا تک پہنچ جاتی ہے اور اسے متاثر کرتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کسی بھی شخص، گروہ، حکومت یا ملک کو اس بات کی اجازت نہ دی جائے کہ وہ عدل و انصاف کی حدود سے تجاوز کر سکے۔ عالمی سطح پر ایسی قانون سازی کی جائے کہ خود آئندہ ایسے فنون کا سد بباب ہو سکے۔ چاہیے تو یہ تھا عالمی سطح پر اقوام متحدة اور اسلامی تنظیم برائے تعاون (OIC) اس کام کا بیڑا اٹھاتیں، لیکن دونوں کی حیثیت اس وقت کسی بے بس و بے کس مریض سے زیادہ نہیں رہ گئی۔ اگر اقوام عالم یا مسلم ممالک مخلصانہ سعی کریں، تو اس مریض کو شفاف سکتی ہے۔

اگر عالم اسلام کا ہر بائی اپنی حکومت پر مسلسل دباو ڈالے کہ ان مکروہ واقعات پر وقق ر عمل اور زبانی جمع خرچ کے بجائے وہ عالمی سطح پر ان کے خلاف قانون سازی کروائے تو خود پوپ اور لاتعداد مغربی دانش وردوں اور سیاسی زعامے میں سے ایسے لوگ مل جائیں گے جو تمام انبیاء کے کرام اور کتب مقدسہ کے احترام کے لیے یک جان ہو کر میدان میں آ جائیں۔

حرارت ایمانی یقیناً شب بھر میں مسجد تعمیر کرو سکتی ہے، لیکن خود کو مستقل اور حقیقی نمازی بنانا، زیادہ کثری اور اصل آزمائش ہے۔ وگرنہ کیا اپنے نبی کی حرمت و ناموس اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی حفاظت رب ذوالجلال کے لیے کوئی مشکل کام ہے؟ اہل طائف نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہواہان کر دیا، اور آپ ایک باغچے کی دیوار سے ٹیک لگا کر اپنے رب سے مناجات کرنے لگے، تو اللہ نے پہاڑوں کے منتظم فرشتے کو آپ کی خدمت میں بھیجا۔ ”اگر آپ فرمائیں تو میں سب اہل طائف کو ان پہاڑوں کے درمیان پیش کر رکھ دوں“؟ فرشتے نے عرض کی۔ آپ نے فوراً فرمایا: **بِلْ مَأْدُوْلٌ وَيَخْرِجُ اللَّهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ وَيَعْبُطُ اللَّهَ وَدَاهُ لَا يَشِيكُ بِهِ شَيْئًا**، ”نبیں، مجھے امید ہے کہ اللہ ان کی پشت سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اللہ کی بندگی کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھیک نہیں گے“۔ اللہ رب العزت نے رسول رحمت کی یہ امیدیں پوری کر دیں اور اہل طائف سمیت پورا جزیرہ عرب مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

میدانِ أحد میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید کردیے گئے تو کسی نے تزپ کر عرض کیا: **يَا رَسُولَ اللَّهِ أَاصْبِحُ اللَّهَ عَلَيْهِمْ**، ”یا رسول اللہ! ان کے لیے بد دعا کیجیئے۔ آپ نے فوراً ارشاد فرمایا: **إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَبْغِشْتِ لَعْنَانَا وَالْغَانَاءِ لَكُمْ بَغْشِتِ مَا أَعْبَدْتُمْ وَنُفَظَّ** **اللَّهُمَّ إِنَّمَا قَنَدْ فِيَنَّهُمْ لَا يَغْلُفُونَ**۔“، اللہ نے مجھے لعن طعن کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا۔ اللہ نے مجھے داعی اور رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اے اللہ! میری قوم کو ہدایت عطا فرمایا لوگ جانتے نہیں ہیں۔“۔

آج مشرق و مغرب میں بننے والے ہم سب گنجہ را ملتی، اسی دعوت و رحمت کے وارث ہیں۔ ہماری بعض کرتوتوں اور دشمن کی مکارانہ سازشوں کے باعث دنیا میں ہمارا تعارف ایک وحشی، خون خوار، جاہل و گنوار امت کی حیثیت سے کروایا جا رہا ہے۔ ہمیں دوسرے گستاخوں کا منہ نوچنے سے پہلے، خود اپنے منہ پر لگی کالک بھی دھونا ہو گی۔ تو ہم و گستاخی صرف یہ نہیں ہے کہ کوئی مرد و دا آپ کے خاکے اڑانے لگے۔ یہ بھی آپ اور آپ کے لائے ہوئے دین و شریعت کی شان میں گستاخی ہے کہ ہماری زبان پر تو آپ کا نام نامی ہو اور ہمارے اعمال کفار و مشرکین سے بھی بدتر ہوں۔

آج اگر غیر مسلم ممالک کی اکثریت کا جائزہ میں تو ایک تنخ حقیقت یہ سامنے آتی ہے کہ وہ اسلامی معاشرت کی بہت سی خوبیوں کو اپنا کر، ترقی کی منزلیں طے کر رہے ہیں۔ اور یہ بھی ایک بہت بڑی سچائی ہے کہ ان کی ایک غالب اکثریت، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی دعوت کو جانتی ہی نہیں ہے۔ یقیناً کئی مخصوص لاپیان انھیں گمراہ کرنے، اور ان کے سامنے امت کا چہرہ مسخ کر کے پیش کرنے میں مصروف ہیں، لیکن اب بھی ان کی غالب اکثریت امت کے بارے میں کسی تعصب کا شکار نہیں ہے۔ آج اگر ہمدردی، محبت اور ثابت انداز سے آپ کے اصل مشن دعوت و رحمت، کو اپنا لیا جائے تو یقیناً پوری انسانیت را نجات اختیار کر لے گی کہ یہی خالق کائنات کا فیصلہ ہے۔ **لِيَنْهَا هُوَ عَلَى الْمُكَلَّهِ**، ”تاکہ وہ (اسلام کو) تمام ادیان پر غالب کر دے۔“ **وَاللهُ فَتَّلُّ نُورٍ**، ”اور اللہ اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا۔“

آئیے ہم سب اپنا اصل مشن پورا کرنے میں جت جائیں۔ ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و حرمت و نامور **کاظم** ہو جائے۔ اگر ہم سب آج سے اپنی دعا اور اپنا شعار یہ بنائیں کہ **اللَّهُمَّ إِنِّي فِي مَنْ يَأْتِي فَإِنَّهُ لَا يَعْلَمُهُ** ”اے اللہ! میری قوم کو ہدایت عطا فرماء، یہ لوگ جانتے نہیں ہیں۔“ تو کامل یقین رہنا چاہیے کہ آج سے چند برس بعد دنیا کا نقشہ ہی مختلف ہو گا!

کتابچہ دستیاب ہے، قیمت: ۸ روپے۔ سیکڑے پر خصوصی رعایت، منشورات، منصوروہ، لاہور